
مزار پاک حضور مفتی محمد رضوان الرحمٰن فاروقی علیہ الرحمہ
Talib e Dua'a-
Nawasa e Huzoor Mufti e Malwa
Mohammad ShAhiD RaZa SiddiQui
INDORE MOBILE 9303204877

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡم

حامیٔ سنت، ماحیٔ بدعت، حامل شریعت، کامل طریقت، نازش علم وحکمت، فیضان اعلیٰ حضرت، محسن اہلسنت، پاک طینت، پاک خصلت، نیک سیرت، نیک صورت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد رضوان الرحمٰن قبلہ فاروقی دامت برکاتہم العالیہ ورضی اللہ عنہ وارضاہ عنا بیشک ہمارے لئے انعام خداوندی تھے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ جتنی شفقت وعنایت اور فضل وکرم حضرت علیہ الرحمہ کا مجھ پر رہا، مجھے اس پر بجا طور پر ناز ہے۔ لیکن ان کے بارے میں مجھ بے بضاعت کا کچھ عرض کرنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ مگر پھر حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑھیا یاد آگئیں جن کی ایک ادا پر ہزار عقیدتیں قربان، بس پھر کیا تھا دل نے فیصلہ دیا کہ اگر خاموشی اختیار کی گئی تو بڑی ناشکری اور ناسپاسی ہوگی۔ ہمت کر کے قلم برداشتہ یہ چند سطریں تحریر کر دیں کہ ان کے مدح خوانوں میں نام آجائے۔

اجمالی تعارف

مفتی مالوہ فخر الاماثل، سلطان المناظرین، بحر العلوم حضرت علامہ مولانا الحاج

مفتی محمد رضوان الرحمٰن فاروقی علیہ الرحمہ

نام ونسب: مفتی محمد رضوان الرحمٰن فاروقی ابن مفتی محمد عبدالرشید فاروقی ابن مولانا احمد حسن فاروقی ابن مولانا کریم الدین فاروقی ابن مولانا تاج محمد فاروقی سہسوانی ابن.......... امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہم

ولادت: ۱۹؍جمادی الاولیٰ ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹؍جون ۱۹۰۸ء بروز جمعۃ المبارکہ، بوقت طلوع فجر

جائے ولادت: قاضی محلہ قصبہ سہسوان ضلع بدایوں (یوپی)

تعلیم وتربیت: والد ماجد علیہ الرحمہ، مدرسہ عالیہ آگرہ، جامعہ نعیمیہ مراد آباد

اساتذۂ کرام والد ماجد مفتی عبدالرشید صاحب سہوانی علیہ الرحمہ، صدرالافاضل حضرت مولانا نعیم الدین محقق مرادآبادی علیہ الرحمہ صاحبِ تفسیر خزائن العرفان شریف، نمونۂ اسلاف حضرت مولانا سید فضل کریم صاحب مظفرپوری علیہ الرحمہ، محدث مرادآبادی حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب بھاگلپوری علیہ الرحمہ وغیرہم۔

تدریس: مدرسہ قدیمہ فرنگی محل لکھنؤ، مدرسہ قادریہ بدایوں، مدرسہ چشمۂ رحمت غازی پور، دارالعلوم لطیفیہ قطب ویلور (مدراس) دارالعلوم نوری اندور

شرف بیعت: بسلسلۂ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ مصطفویہ، بدست اقدس شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت حضور سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ

خلافت عظمیٰ: از مرشد برحق حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ در جمیع سلاسل مبارکہ، بتاریخ ۲؍صفر ۱۳۸۳ھ

اندور تشریف آوری: مارچ یا جون ۱۹۴۵ء

پہلی تصنیف: مسائل سبعہ

آخری تصنیف: المعجزات (غیر مطبوعہ)

تصنیفات: مسائل سبعہ، جراثیم الوہابیہ فی الجماعۃ التبلیغیہ، آئینۂ مودودیت، اصلاح العوام، جمال صورت مع کمال سیرت، تبلیغی جماعت کی حقیقت، سیرت اعلیٰ حضرت، حضور غوث اعظم کی حیات طیبہ، اسلامی معاشرت، انوار سنت، حقائق نجدیت، انوار الحق، شمع راہ، سراپائے مصطفیٰ اور المعجزات وغیرہ

زیارت حرمین شریفین: ۱۹۵۹ھ

خصوصی اجازت حدیث: حضرت علامہ احمد جزائری علیہ الرحمہ محدث مدرسۃ الفلاح مکہ مکرمہ، صدرالافاضل حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب محقق مرادآبادی علیہ الرحمہ

چند مشاہیر تلامذہ : پاکستان میں عظیم المرتبت عالم دین مرجع علماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حسین صاحب علیہ الرحمہ سکھر۔ نازش علم وفن حضرت مولانا اعجاز احمد خاں صاحب، صدر المدرسین مدرسہ تنویر الاسلام بسڈیلہ ضلع بستی)۔ ماہر درسیات حضرت مولانا محمد احمد شاہدی صاحب۔ حضرت علامہ مولانا حافظ غلام محی الدین جیلانی صاحب جاؤرہ، مفتی برار حضرت علامہ مفتی محمد عبد الرشید صاحب رضوی، کارنجوی، بانی و مہتمم دار العلوم اہل سنت برار، اکولہ۔ شاعر اہلسنت مقرر شیریں بیان حضرت مولانا الحاج محمد شاکر حسین صاحب، شاکر القادری مکرم پوری، شہزادۂ والا تبار حضرت مولانا مولوی محمد احسان الرحمٰن صاحب فاروقی علیہ الرحمہ۔ فاضل نوجوان حضرت مولانا عبد النصیر صاحب رضوی، کُرم ضلع اکولہ۔ حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب رضوی علیہ الرحمہ، بانسواڑہ (راجستھان)۔ حضرت مولانا سید شفقت حسین صاحب امراؤتی (مہاراشٹر)۔ حضرت مولانا محمد فاروق احمد خاں صاحب، مہدپور ضلع اوجین۔ حضرت مولانا محمد محسن عالم صاحب رضوی، بھاگلپور۔ حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب کارنجوی، اکولہ۔ حضرت مولانا ارشد بیگ، بریلی شریف۔ حضرت مولانا شمیم احمد قادری، نیپال۔ حضرت مولانا حافظ عبد الرحیم صاحب رضوی، مندسور۔ ماہر علوم مشرقیہ حضرت مولانا حافظ قاری الحاج محمد عبد العلیم صاحب رضوی، ریسرچ اسکالر تفسیرات امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ، خطیب گجرات حضرت مولانا حافظ قاری محمد ادریس خان صاحب اشرفی، بالاسنور۔ حضرت مولانا مولوی قدرت اللہ خان صاحب رضوی، تھاندلہ ضلع جھابوا۔ حضرت مولانا عبد المجید صاحب کوثر قادری، گروٹھ ضلع مندسور۔ حضرت مولانا صلاح الدین صاحب اشرفی۔ بھاگلپور (بہار)، راقم الحروف محمد حبیب یار خان قادری، اندور و دیگر فارغین علماء دار العلوم نوری، اندور

تاریخ وصال : یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ مطابق ۴ر فروری ۱۹۸۴ھ بروز شنبہ، بوقت اذان عصر ۴ر بجکر ۴۵ر منٹ

نماز جنازہ : ۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ مطابق ۵ر فروری ۱۹۸۴ھ بروز اتوار، میدان کربلا، اندور

امامت نماز جنازہ : فخر الاماثل ناشر مسلک اعلیٰ حضرت خلیفہ ارشد حضور سیدی مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی غلام محمد خان صاحب مفتی مہاراشٹر و سربراہ اعلیٰ دار العلوم امجدیہ، ناگپور علیہ الرحمہ

تدفین : ۲؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ مطابق ۵؍ فروری ۱۹۸۴ء بروز اتوار، قبل نماز عصر

مزار مبارک : قبر انور مرجع خلائق زیارت گاہ عوام و خواص در احاطہ قدیم صحن مرکز اہل سنت جامع مسجد شہر اندور

عمر شریف : بحساب قمری ۱۸؍ دن کم، ۸۷؍ سال اور بحساب شمسی ۸۵؍ سال، سات مہینے سولہ دن

قیام جامع مسجد شہر اندور : حیات ظاہری میں تقریباً چالیس برس اور بعد وصال سے تا قیامت

پسماندگان : مخدومہ اہل سنت اہلیہ محترمہ و صاحبزادہ مولانا محمد احسان الرحمٰن فاروقی رحمۃ اللہ علیہما اور چار صاحبزادیاں

داماد : (۱) داماد سابق حضرت مولانا محمد انوار رضا قادری ابن مفتی جاورہ حضرت مولانا مفتی محمد طیب صاحب داناپوری علیہما الرحمہ (۲) موجودہ مفتی مالوہ و اندور خطیب جامع مسجد شہر اندور محمد حبیب یار خان قادری خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ، اندور (۳) خطیب اہلسنت فاتح کرناٹک حضرت مولانا محمد منصور علی خان صاحب قادری ابن محبوب ملت مفتی اہل سنت ممبئی حضرت مولانا مفتی محمد محبوب علی خان قادری علیہ الرحمہ، ممبئی (۴) فاضل جلیل عالم نبیل مجاہد سنیت حضرت مولانا الحاج محمد عبد الحبیب صاحب رضوی امجدی، ناگپور

علمی اثاثہ : ایک عظیم الشان ذاتی لائبریری مشتمل بر کتب متداولہ تفسیر، احادیث، فقہ فتاویٰ، سیر، طب اور نحو و صرف وغیرہ

دراصل

حضور مفتی مالوہ علیہ الرحمہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں ہے۔ وہ وسط ہند بالخصوص خطۂ مالوہ کے مسلمانوں کے محسن اعظم ہیں۔

ان کی بے لوث دینی خدمات سے پورا علاقہ سیراب ہے۔ وہ حضور مفتی اعظم ہند اور حضرت صدرالافاضل علیہما الرحمۃ کے سچے جانشین تھے۔ ان کی پوری زندگی دین وسنیت کی خدمات سے مستعار ہے۔

بے شمار تلامذہ، علماء ومشائخین، حفاظ وقراء، ان گنت مسلمان اور مرکز اہلسنت دارالعلوم نوری اندوران کی علمی وروحانی یادگاریں ہیں۔

وہ بحرالعلوم تھے، تمام علوم عقلیہ ونقلیہ پر کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ مگر تفسیر وحدیث، افتاء وتدریس، تقریر وخطابت، تصنیف وتالیف، ردوہابیہ ومناظرہ اور اصلاح معاشرہ میں انہیں خاص ملکہ حاصل تھا۔ ان کے تلامذہ اوران کی تصنیفات اسکی شاہد ہیں۔

وہ اپنی زبان وبیان اور تحریر کی سلاست وروانی اور اثر آفرینی کے اعتبار سے اپنے معاصرین میں ممتاز نظر آتے ہیں۔ مشکل سے مشکل مسائل بڑی آسانی سے دلائل وبراہین کی روشنی میں اس طرح حل فرماتے تھے کہ ہر سطح کا آدمی انہیں بآسانی سمجھ لیتا تھا۔ افہام وتفہیم کا کمال ان کی تقریر وتحریر اور تدریس سے ظاہر وثابت ہے۔

ان کی مجلسیں ہر خاص وعام کیلئے بڑی مفید ہوتی تھیں جن میں حاضرین کو علمی نکات، ادبی جواہر پارے اور دینی معلومات کا ذخیرہ ملتا تھا۔

ان کی عالمانہ شان اور وضع قطع، جلوت وخلوت، سفر وحضر، ہر جگہ ہر موقعہ پر یکساں طور پر قائم رہتی تھی۔

وہ بڑی قناعت پسند طبیعت کے مالک تھے مگر اپنا اور اپنے اہل وعیال کا حق بڑی جرأت کے ساتھ وصول کرتے تھے۔ اور ناحق کی طرف کبھی نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے

ان کے حسن اخلاق اور مہمان نوازی کا ایک زمانہ قائل تھا خرداں نوازی اور طلبہ کو حقوق

دلانے میں وہ یکتائے روزگار تھے۔
وہ خوش فکر، خوش مزاج، خوش اخلاق، خوش لباس، خوش وضع، خوبصورت اور خوب سیرت واقع ہوئے تھے۔

خاندانی وقار اور فاروقی جلال ان کے مزاج میں رچا بسا تھا۔ حق گوئی ان کا طرۂ امتیاز تھا کتنے ہی بڑے منصب اور حیثیت کا آدمی ہوتا، حق بات کہنے میں کبھی پس وپیش نہیں فرماتے تھے۔ علمی رعب وداب، کا یہ عالم تھا کہ بڑے سے بڑے بے ادب اور گستاخ ان سے آنکھیں ملا کر بات نہیں کر پاتے تھے۔

وعظ وتقریر میں عموماً آواز اور نگاہیں بلند رہتی تھیں مگر جب کوئی نکتہ اور اہم مسئلہ بیان فرماتے تو آواز اور نگاہیں اور زیادہ بلند ہو جاتی تھیں۔ اس کے باوصف ابتدائے تقریر میں خطبۂ وتمہید کے موقع پر اور گاہے بگاہے دوران تقریر آنکھیں بند رکھنے اور نگاہیں نیچی رکھنے کے عادی تھے۔ یہاں تک کہ بعض مقامات کے لوگ کہا کرتے تھے کہ تقریر کے لئے ان حضرت کو بلواؤ جو آنکھیں بند کر کے تقریر کرتے ہیں۔ مگر لوگوں کی آنکھیں کھول دیتے ہیں۔

قدرتی طور پر ان کی آواز اتنی بلند اور پاٹ دار تھی کہ لاؤڈ اسپیکر کے بغیر برسہا برس خطبہ وخطاب اور وعظ وتقریر فرماتے رہے۔ سامعین اور حاضرین کی تعداد بہت زیادہ ہونے کے باوجود ان کی آواز تمام لوگوں تک بآسانی پہنچ جاتی تھی۔ مصلیان جامع مسجد شہر اندور گواہ ہیں کہ محراب وممبر کی تلاوت وتقریر اور خطبہ کی آواز حوض پر بیٹھے بیٹھے سننے اور سمجھنے میں آجاتی تھی

یہ ان کی وجاہت اور ان کی آواز کی دھمک ہی کا اثر تھا کہ اتنی وسیع وعریض مسجد ہونے کے باوجود ان کے آخری دور میں بھی کبھی لاؤڈ اسپیکر کا فتنہ جامع مسجد شہر اندور میں پیدا نہ ہوسکا۔ اور بحمدہٖ تعالیٰ آج تک اس کا اثر جاری ہے۔ تقریباً پچیس برس کے بعد بھی جامع مسجد شہر اندور کے کسی نمازی نے نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کا مطالبہ کرنے کی جرأت نہیں کی ہے۔

وہ اپنے شبانہ روز کے معمولات کے بہت پابند تھے۔ اپنی ذمہ داریاں ان کے اوقات

میں ہی ادا کرنا وہ اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے۔ دارالعلوم نوری اندور کے شیخ الحدیث، پرنسپل اور صدرالمدرسین کے کلیدی عہدوں پر حضرت ہی فائز تھے اور بیشک جس طرح یہ عہدے حضرت کے شایان شان تھے اسی طرح حضرت بھی ان عہدوں کی آبرو اور آن تھے۔ یعنی دونوں ایک دوسرے کی زینت وضرورت تھے۔

حضرت والا درجت بجاطور پر آبروئے اہلسنت اندور ومالوہ کے ساتھ مرکز اہلسنت دارالعلوم نوری اندور کی بھی آبرو تھے۔ گویا نوری کا تصور حضرت کے ساتھ اور حضرت کی دینی وعلمی خدمات کا تصور نوری کے ساتھ لازم وملزوم تھا۔

وہ خطبۂ وعظ، خطبۂ جمعہ اور جہری نمازوں کی تلاوت اپنے مخصوص لب ولہجہ میں فرماتے تھے، بحیثیت خطیب جامع، مختلف موضوعات پر مختلف مہینوں کے مختلف عربی خطبے حسب موقعہ اور حسب ضرورت زبانی ارشاد فرماتے تھے اور انہیں ان موقعوں کی مناسبت سے آیات قرآنیہ اور احادیث کریمہ سے مزین فرماتے تھے۔ جس سے ان کی وقعت ومنزلت اور ان کی افادیت دوبالا ہوجاتی تھی۔ اہل علم کے لئے ان کے خطبات بڑی جاذبیت وکشش اور افادیت ومعنویت رکھتے تھے۔

وہ اپنے کردار کی گوناگوں خوبیوں کے ساتھ ایک سدابہار انجمن کی حیثیت رکھتے تھے۔ کہیں بھی کسی محفل میں کسی موقعہ پر اور کسی موضوع پر وہ بڑی مضبوط ومؤثر اور دلچسپ گفتگو فرماتے تھے۔

قوت حافظہ اور یادداشت کا یہ حال تھا کہ پرانے حالات وواقعات اس طرح بیان فرماتے تھے کہ معلوم ہوتا جیسے کل ہی کی بات بیان کررہے ہیں۔

اپنی اس انجمن آرائی کے باوجود وہ اپنے مخصوص دائرۂ عمل سے کبھی بھی باہر قدم رکھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ سیاست حاضرہ کو انہوں نے اپنے لئے شجرۂ ممنوعہ قرار دے رکھا تھا۔ اسی لئے انہوں نے کبھی کسی سیاسی سرگرمی میں حصہ نہیں لیا اور نہ کبھی کسی سیاسی مسئلہ پر برملا اظہار خیال فرمایا۔ عوامی جلسوں اور جلوسوں سے ہمیشہ دور رہتے تھے۔ کسی مسلم وغیر مسلم سیاسی رہنما

سے ملاقات کو جانا تو کجا وہ ان سے اپنے حجرہ اور اپنی مسجد میں ملنا بھی وبال جان سمجھتے تھے۔
روحانی اعتبار سے حضرت بہت اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے۔تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ عوامی دعوتوں، شادی بیاہ کی تقریبوں میں اور کسی کے گھر کھانے پینے سے عموماً پرہیز کرتے تھے اور اپنے ہی گھر کے کھانے میں انہیں تسکین حاصل ہوتی تھی۔
وہ سیدی مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے خلیفۂ ارشد تھے۔۲۱؁-۱۳۶۲ء میں ہی خلافت سے مشرف ہونے کے باوجود انہوں نے کبھی کسی کو اپنے مرشد کامل کی حیات ظاہری میں بیعت کرنا قبول نہیں کیا۔اگر کسی نے اصرار بھی کیا تو فرمادیتے: بریلی شریف چلے جاؤ۔یا پھر حضرت دامت برکاتہم القدسیہ عنقریب اندور تشریف لانے والے ہیں تب ان ہی کے دست حق پرست پر بیعت ہو جانا
البتہ مرشد برحق کے وصال کے بعد بیعت وارشاد کا سلسلہ شروع فرمایا۔تو اندور شہر اور اطراف اور دور دراز کے علاقوں کے ہزارہا ہزار بندگان خدا کو وابستۂ سلسلۂ عالیہ، قادریہ، برکاتیہ، رضویہ، نوریہ، مصطفویہ فرما کر ان کی دنیا و آخرت کو کامیاب اور تابناک بنادیا۔

جلالة علمی

حضرت مفتی اندور علوم عقلیہ ونقلیہ کے بحر ذخار، تفسیر وحدیث وفقہ کے امام، اکابرین اہلسنت کی صف اول میں شامل مجلس علماء میں ممتاز، وجاہت علمی چہرے بشرے سے ظاہر، بڑے بڑے جلسوں اور کانفرنسوں میں شرکت یقینی بلکہ ان کی زینت، جب کوئی علمی بحث چھڑ جاتی تو دہن مبارک سے علوم ومعارف کے چشمے جاری ہو جاتے، علماء عش عش کرنے لگتے، انداز محققانہ کہ معاند کو لب کشائی کی گنجائش نہ رہتی، افتاء کی شان یہ کہ فلاں مسئلہ میں حضرت مفتی اندور کی تحقیق کیا ہے؟ بڑے بڑے علماء ملاقات کے منتظر رہتے کہ کب ملاقات ہو اور اپنے سوالات وشبہات رفع کریں۔انتہائی متانت ووقار اور وجاہت کے ساتھ علمی گفتگو فرماتے اور اہم سے اہم مشکل سے مشکل مسائل اتنی آسانی سے حل فرمادیتے کہ حیرت ہوتی تھی۔یا اللہ یہ سب خزانے ذاتِ واحد میں کس طرح

جمع ہوئے۔ بلا ریب ان کی ذات فضل خداوندی اور آیۃ من آیات اللہ تھی۔ ایک طرف حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ کا فیضان علمی تو دوسری طرف حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا فیض روحانی، ان کی ذات بابرکات دونوں کی مظہر اتم تھی مادر علمی دار العلوم امجدیہ ناگپور میں ایک موقع پر حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ، حضور صدر العلماء علیہ الرحمہ اور حضرت مفتی اندور علیہ الرحمہ تشریف فرما تھے، گفتگو ہو رہی تھی، بڑا لطف آرہا تھا کہ تاریخ شمسی و قمری کا ذکر آگیا تو برجستہ حضرت مفتی اندور علیہ الرحمہ نے فرمایا، حضرت! تاریخ شمسی کو لوگ بُرا سمجھتے ہیں حالانکہ وہ قرآن سے ثابت ہے۔ اور قمری تاریخ پر اس کا ذکر مقدم ہے۔ حضور مجاہد ملت، حضرت صدر العلماء مسکرا کر متوجہ ہوئے اور فرمایا، مفتی صاحب وہ کس طرح؟ تو فرمایا اصحاب کہف کے سونے کی مدت قرآن نے یوں بیان فرمائی ہے۔

ولبثوا فی کھفھم ثلث مائۃ سنین وازدادوا تسعا O

ترجمہ:۔ کہ اصحاب کہف اپنے غاروں میں تین سو برس سوتے رہے (باعتبار تاریخ شمسی) اور اے اہل عرب تم چونکہ قمری حساب رکھتے ہو نو برس اور زیادہ کرلو۔

قرآن نے دونوں تاریخیں بیان فرمائی ہیں۔ پہلے شمسی پھر قمری۔ حضرت کا اتنا فرمانا تھا کہ سب کی زبان پر سبحان اللہ، ماشاء اللہ جاری ہوگیا۔ دونوں حضرات اور حاضرین علماء و طلبۂ امجدیہ بہت خوش ہوئے اور داد و تحسین فرمانے لگے۔

تحریر و تقریر

خدائے قدوس نے اس فیاضی سے حضرت مفتی مالوہ علیہ الرحمہ کو نوازا تھا کہ آپ کے دل و دماغ کو علوم و معارف کا گنجینہ بنا دیا تھا۔ حضرت نے بڑی فیاض طبیعت پائی تھی۔ بڑی فراخ دلی اور سخاوت کے ساتھ اپنی تحریر و تقریر سے نہ صرف دین و سنیت کی خدمت فرمائی بلکہ خواص و عوام کو مالا مال فرما دیا۔ آپ بڑے قادر الکلام تھے۔ آپ کی تحریر بہت صاف و شستہ مدلل و مبرہن ہوتی تھی۔ مسائل کو اس چابک دستی سے دلائل ــــــ کے ساتھ پیش فرماتے

تھے کہ بات موافق کے دل میں اتر جائے اور مخالف عاجز ہو جائے۔ یہ خوبی آپ کی تحریر وتقریر دونوں میں یکساں نظر آتی ہے۔ بیشمار اہم مسائل پر آپکی تحریریں آپ کی تصنیفات کی شکل میں موجود ہیں۔

تقریر کا تو یہ عالم تھا کہ جہاں جس علاقہ میں بڑے بڑے مقررین ناکام رہ جاتے تھے وہاں آج تک حضرت مفتی اندور علیہ الرحمہ کے خطبے پڑھے جاتے ہیں۔ آپ کی تقریر پُر مغز معلومات آفریں متانت سے لبریز، ظرافت سے معمور اور دل میں اتر جانے والی ہوتی تھی۔ خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی دامت برکاتہم کا اعتراف میرے اس بیان پر شاہد ہے۔

مفتی اندور جن کی بات ہی قانون ہے
وہ بہار گلستان علم وحکمت آ گئے

(ماہنامہ پاسباں الہ آباد، دسمبر ۱۹۶۶ء)

اخلاق وعادات

حضرت مفتی مالوہ علیہ الرحمہ اپنے کردار وعمل، سیرت واخلاق اور عادات واطوار میں اسلاف کی سچی تصویر تھے۔ تقویٰ وطہارت اور پاکیزگیٔ اخلاق کا نمونہ تھے۔ آپ وقار علمی، حلم وبردباری، خودداریٔ وضع داری کا آئینہ تھے۔ حق گوئی اور صاف گوئی آپ کا شعار تھا۔ طبیعت بڑی صابر وشاکر پائی تھی۔ زمانہ علالت میں بھی ہمیشہ یہی فرماتے اللہ کا شکر ہے۔ بہت اچھا ہوں۔ طبیعت ٹھیک ہے۔ قناعت کا یہ عالم تھا کہ اپنے حقوق کے علاوہ مزید کچھ حاصل کرنا، جمع کرنا پسند ہی نہیں کرتے تھے۔ قرض دیکر بھول جانے کی عادت تھی۔ اپنے اہل وعیال کے حقوق بڑی خوشی اور فکر سے ادا فرماتے تھے۔ کبھی کسی موقعہ پر کسی کے سامنے کوئی مطالبہ نہیں رکھا۔ تعلی، خود پسندی، غرور، تکبر، ریا اور بناوٹ سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ جو آتا اس سے بڑی خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ خاطر مدارات اور مہمان نوازی ضرب المثل تھی، آپ کا دستر خوان بڑا وسیع تھا۔ اکثر

وبیشتر دو چار مہمان موجود رہتے۔ مخاطب سے اس کے مرتبہ اور حیثیت کے مطابق گفتگو فرماتے۔ بدتہذیبی، بدخلقی، وعدہ خلافی، بخل، جھوٹ، غیبت اور چغل خوری سے بڑی نفرت فرماتے تھے۔ خرداں نوازی حضرت کی عادت کریمہ تھی۔ غیر تو غیر کبھی اپنے بچوں کو نہیں مارا۔ بچوں پر بہت شفقت فرماتے تھے۔ خصوصاً طلبہ کے حقوق کے لئے ہمیشہ وکالت فرماتے، ان کی تکلیف دفع کرتے، ان کے کھانے رہنے اور پڑھنے سے باخبر رہتے تھے۔ ہمیشہ دو تین اور کبھی کبھی کئی کئی طالب علم حضرت کے مہمان رہتے۔ حضرت کے کردار کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ علم وعلماء کے وقار کو ہمیشہ بلند رکھا۔ اپنے کسی عمل سے ان کے عزت و وقار اور منصب پر حرف نہیں آنے دیا۔

جلالت فاروقی

سیدی حضور مفتی مالوہ علیہ الرحمہ بجا طور پر نجیب الطرفین تھے۔ حسب آپ کے لئے تھا اور حسب کے لئے آپ باعث افتخار تھے۔ اسی طرح آپ ذونسب بھی تھے۔ خلیفۃ المسلمین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ خاندانی شرافت ونجابت آپ کے کردار وعمل سے آشکار تھی۔ آپ کے رعب وہیبت سے شیطان وشیاطین نجد وندوہ لرزہ براندام رہتے تھے۔ صرف آپ کی موجودگی ان کو فرار ہونے پر مجبور کردیتی تھی۔ جس علاقہ میں آپ چلے جاتے شیاطین وہاں سے مایوس ہوجاتے۔ حضرت مفتی مالوہ علیہ الرحمہ کا دبدبہ دیکھئے کہ ایک بار ورنگل آندھرا پردیش کی مسجد میں مناظرہ ہوا، اہلسنت کے مناظر حضرت ہی تھے۔ دوران مناظرہ بدحال ہوکر دیوبندی مناظر ارشاد یہ کہکر کہ استنجاء کرنے جارہا ہوں ااور اس حصہ میں جہاں استنجا خانے، پاخانے بنے ہوئے ہیں وہاں ایک دروازہ پیچھے صفائی کرنے والے کے لئے تھا۔ اسی راستہ سے فرار ہوکر قیام گاہ پہنچ گیا اور مدراس جانا ضروری ہے کہکر ناگپور آ گیا۔ عظمت وجلال فاروقی کا یہ اثر تھا کہ کسی کی کبھی بے جا تعریف نہیں کی۔ جو بات کہنا ہوتی بجا طور پر سامنے اور مجمع عام میں فرمادیتے تھے۔ بڑے بڑے جابروں کا پتہ آپ کے سامنے پانی ہوجاتا تھا۔ کسی سے مرعوب ہونا سیکھا ہی نہیں تھا۔

دشمنوں نے خصوصاً وہابیوں نے اُڑا دیا تھا کہ مفتی صاحب بڑے سخت مزاج ہیں۔ حالانکہ جو شخص ایک مرتبہ ان کی مجلس میں بیٹھ جاتا پھر ان کا ہی ہو رہتا تھا۔ایک بار ممبر پر رونق افروز جمعہ کی تقریر فرما رہے تھے کہ مجلس منتظمہ کے ایک ممبر نے بے جا مداخلت کی اور کہیں یہ کہہ دیا کہ مفتی صاحب میں یہاں کا ممبر ہوں! بس پھر کیا تھا رگ فاروقیت پھڑک اٹھی، فوراً جواب میں ممبر پر پاؤں مار کر فرمایا، ممبر تو میرے پاؤں کے نیچے رہتا ہے۔ مجھے حق کہنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔

ظرافت وخوش طبعی

حضرت مفتی مالوہ علیہ الرحمہ بے شمار خوبیوں کے حامل تھے۔ بایں فضل وکمال وہ خوش مزاج، بذلہ سنج اور ظریف بھی تھے۔بات میں بات پیدا فرماتے، علمی نکات تو نوک زبان پر رہتے تھے۔ موقع اور مناسبت سے لطائف پیش فرماتے کہ خشک سے خشک مزاج بھی مسکرانے پر مجبور ہو جاتا۔ایک بار حضرت مفتی اعظم کانپور علیہ الرحمہ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے اور آپ کی مشہور کتاب ''عورت کی نماز'' شائع ہو کر قبول عام حاصل کر چکی تھی کہ حضرت مفتی مالوہ علیہ الرحمہ کہیں سے تشریف لائے۔سلام ومزاج پرسی ہو رہی تھی کہ اچانک حضرت نے مفتی اعظم کانپور علیہ الرحمہ سے فرمایا، حضرت مجھے آپکی عورت کی نماز بہت پسند آئی۔حضرت نے پہلے تو بہت غور سے دیکھا پھر مسکرائے اور ''ی'' کو بہت کھینچ کر فرمایا جی ۔۔۔۔ماشاءاللہ آپ کو ہماری کتاب پسند تو آئی۔حاضرین مجلس محظوظ ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ایسے ہی دارالعلوم نوری کے روح رواں حافظ عبدالغفار صاحب سے حضرت نے اپنی ومدرسین کی تنخواہوں کے اضافہ کو فرمایا۔حافظ صاحب نے مٹینگ بلانے اور غور کرنے کا وعدہ کرلیا۔کافی دن گزر گئے۔ایک دن حافظ صاحب نے عرض کیا، حضرت بریلی شریف جا رہا ہوں کچھ کہلائیے گا؟ حضرت نے فرمایا مرشد برحق حضور مفتی اعظم ہند کی خدمت میں سلام وقدم بوسی عرض کرنے کے بعد درخواست کیجئے گا کہ حضرت دعا فرمائیں کہ میری تنخواہ میں اضافہ ہو جائے۔حافظ صاحب بہت ہنسے۔حضرت کے اشارہ کو سمجھ کر بذلہ سنجی پر محمول کیا اور

چلے گئے۔ واپسی پر حضرت نے پوچھا، حافظ صاحب! ہمارا سلام و پیغام حضرت تک پہنچا دیا تھا۔ فرمایا جی ہاں! تو دریافت کیا پھر حضرت نے دعا فرمائی، حافظ صاحب نے اقرار کیا فرمانے لگے تو حضرت کی دعا قبول ہوئی کہ نہیں؟ اب حافظ صاحب خاموش تھے بہت خوش ہوئے اور حضرت کے ساتھ تمام مدرسین کی تنخواہوں میں اضافہ فرمادیا۔

خراج عقیدت

حضرت مفتی مالوہ علیہ الرحمہ نے اپنی پوری زندگی اندور میں صرف فرمادی، چالیس سالہ قیام کے دوران کیسی کیسی تکلیفیں اور پریشانیاں آئیں۔ نت نئے فتنہ اٹھائے گئے، طرح طرح سے مخالفت کی گئی، بڑے بڑے طوفان آئے، بدعقیدوں نے بھی کوئی کسر نہ چھوڑی مگر واہ رے استقلال واستقامت! حضرت والا جبل عظیم بنے ڈٹے رہے، ایسے موقعوں پر کوئی دوسرا ہوتا تو پالیسی چاپلوسی کرتا، لوگوں کی ڈیوڑیوں پر جوتیاں چٹخارتا جس سے ملتا اس کے حساب سے بات کرتا۔ اور اپنی ملازمت بچانے کی کوشش کرتا۔ مگر قربان جایئے جادۂ حق سے ہٹنا تو درکنار حضرت نے اور شدت پیدا کی، خوب مقابلہ کیا، دنداں شکن جواب دیا، یہاں تک کی مخالفین کو عاجز کردیا۔ اندور مالوہ میں سنیت کو بیدار کیا اور مسلک اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کا پرچم بلند کر کے ہی دم لیا۔ اہالیان اندور و مالوہ کو شہزادۂ اعلیٰ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین تاجدار اہلسنت سیدی سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ کے دامن کرم سے وابستہ کر کے احسان عظیم فرمایا کہ قیامت تک اس احسان کا بار ہم مالوہ واندور والے نہیں اتار سکتے۔

مجھے انتہائی خوشی اور مسرت ہے کہ حضرت مفتی مالوہ علیہ الرحمہ کے احسانات کی اندور کے مسلمانوں نے قدر کی، ان کے وصال پُر ملال پر تمام مسلمانوں نے اپنا اپنا کاروبار، دوکانیں، کارخانے بند رکھے، سوگ منایا۔ ان کے جنازہ میں، نماز جنازہ میں، جلوس جنازہ میں اور تدفین میں، پھر مجلس سوئم میں ہزاروں لاکھوں افراد نے شرکت فرما کر اپنی سچی عقیدت ومحبت اور احسان مندی کا ثبوت پیش کیا۔ سخت سے سخت پتھر سے پتھر دل موم ہوگیا۔ آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور اپنے محسن اعظم کو سچا خراج عقیدت پیش کیا۔ تنگ نظر سے تنگ نظر احسان

سے بڑا ناشکرا بھی آج قائل ہوگیا۔
فراموش سے بڑا احسان فراموش، ناشکرے۔

حتیٰ کہ شہر اندور کی نمائندہ مذہبی تنظیم انجمن اصلاح المسلمین مرکز اہلسنت جامع مسجد شہر اندور کے صدر محترم حضرت الحاج حافظ عبدالغفار صاحب نوری وارا کین انجمن نے نہ صرف علاج ومعالجہ کے تمام مصارف ادا کئے بلکہ بعد وصال حضرت کے پسماندگان کی خدمت میں مسلمانان اندور کی جانب سے مبلغ اکیاون ہزار روپئے کا خطیر نذرانہ پیش کیا۔ یہ پورے علاقے کی تاریخ کا ایک ریکارڈ ہی نہیں بلکہ آئندہ نسلوں کے لئے ایک بہترین مثال بھی ہے۔

بجا طور پر ان خدمات نے مسلمانان اندور ومالوہ کے سروں کو فخر سے بلند کردیا ہے

مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں حضرت مفتی مالوہ علیہ الرحمہ کو اپنی رحمت وغفران میں جگہ عطا فرمائے۔ انہیں جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجات سے نوازے انہیں اپنا اور اپنے محبوب ﷺ کا قرب خاص عطا فرمائے۔ اور ہم تمام پسماندگان کو ان کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ **بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔**



منقبت درشان

حضرت مفتی **محمد رضوان الرحمن فاروقی** علیہ الرحمہ اندور

از۔ شاعر اہلسنت حضرت مولانا شاکر القادری صاحب، اندور

متاعِ دین وایماں کو بچایا میرے رضوان نے / نبی وغوث وخواجہ سے ملایا میرے رضوان نے

خدا کے فضل سے نجدی، وہابی، دیوبندی کو / ہر اک میدان میں نیچا دکھایا میرے رضوان نے

کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے / بفضل مصطفٰے رتبہ وہ پایا میرے رضوان نے

قیامت تک یہاں تشریف رکھنا یوں پسند آیا / کہ اس اندور کو مسکن بنایا میرے رضوان نے

مفسر ایسے کہ وازدادو تسعا بھی گواہی دے / کہ جلوہ شمسی، قمری کا دکھایا میرے رضوان نے

نبی کا نام لے کر اور دہائی غوث کی دے کر / رضا کے نام کا جھنڈا اُٹھایا میرے رضوان نے

مبارک باد اے اندور والو ناز فرماؤ / بریلی والے سے سب کو ملایا میرے رضوان نے

گواہی دے رہا ہے آج تک یہ جامعہ نوری / علوم دین کا دریا بہایا میرے رضوان نے

تہلکہ ہی تہلکہ مچ گیا ایوان باطل میں / جہاں یاغوث کا نعرہ لگایا میرے رضوان نے

غلو بالکل نہیں اس میں شریعت جھوم جھوم اُٹھی / قلم فتوے کی خاطر جب اُٹھایا میرے رضوان نے

بریلی اور بغداد ومدینہ کا تصدق ہے / دلوں کو نور حق سے جگمگایا میرے رضوان نے

در رضوان پر آکر جو مانگا شاکر رضوی
خدا و مصطفٰے سے وہ دلایا میرے رضوان نے

منقبت درشان حضرت مفتی محمد رضوان الرحمن فاروقی علیہ الرحمہ اندور

از۔ شاعر اہلسنت حضرت مولانا شاکر القادری صاحب، اندور

پھر اُٹھانے لگی نجدیت اپنا سر
مفتیٔ مالوہ آپ آجایئے
وارث مصطفیٰ ابن حضرت عمر
مفتیٔ مالوہ آپ آجایئے۔

دین کا سُنیت کا رہے تذکرہ
اور منور رہے عشق کا راستہ
شمع نوری لئے اے میرے تاجور
مفتیٔ مالوہ آپ آجایئے۔

ہر طرف شمع حُبِّ مدینہ جلے
دوستی دشمنی ہو خدا کے لئے
دیجئے دنیا کوفاروقی لعل وگوہر
مفتیٔ مالوہ آپ آجایئے۔

مصطفیٰ کو حیات النبی مان کر
زندہ تربت میں ہیں آج بھی جلوہ گر
فرش راہ بن گئی ہے نگاہِ بشر
مفتیٔ مالوہ آپ آجایئے۔

صدق وعدل وسخاوت شجاعت ملے
غوث وخواجہ رضا مصطفیٰ کے لئے
صدقہ پاکر کہیں گے یہی عمر بھر
مفتیٔ مالوہ آپ آجایئے۔

رکھو اپنی نگاہوں میں اسلاف کو
انبیاء اولیاء سے محبت کرو
سنیت جھوم اُٹھی آپ کے نام پر
مفتیٔ مالوہ آپ آجایئے۔

نام اونچا سہسوان واندور کا
ایک مولد ہوا ایک مدفن بنا
سُونا سُونا سا ہے آج ہر بام ودر
مفتیٔ مالوہ آپ آجایئے۔

مفتیٔ اعظم ہند کا میکدہ
کھولا اندور میں آپ نے مرحبا
تشنہ کامی پھر دوبارہ ادھر
مفتیٔ مالوہ آپ آجایئے۔

آپ روحانی فرزند ہیں با خدا
شاہ صدرالافاضل کے شک اس میں کیا
محسن مالوہ دین کے راہبر
مفتیٔ مالوہ آپ آجایئے۔

شاکر القادری آپ پر ہے فدا
خالی کشکول لیکر ہے در پر کھڑا
آپ کا عرس ہے دیکھ لیں ایک نظر
مفتیٔ مالوہ آپ آجایئے۔